یاسا قوانین کا اسلام کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

A critical review of the Yasa laws in the light of Islam

Fozia Naseem
M.Phil. scholar, Department of Islamic Studies and Comparative Religions, The Women University Multan: foziabukhari17@gmail.com

Dr. Sumaira Safdar
Lecturer, Department of Islamic Studies and Comparative Religions, The Women University Multan: samwasim92@gmail.com

Abstract
The truth prevails, although there is no doubt that the truth prevails, this fact is obvious to all that people who are close to each other have disagreements and enmity. It orders avoidance of negative thoughts. Genghis Khan's cold-hearted army that left a large part of the world polluted with dust and blood, a revolution that was brought together by terror, murder, and cunning under one flag, where the lesson of humanity was a dream, there were such laws. Yasa was created where there was peace and order for themselves, but the equipment of killing and looting was prepared to the cry and help. A history in which every aspect of Mongol tyranny, the courage of Khwarazm Shah and the negligence of Muslim rulers and the highlights of the life of the official courtiers and conspiracies of Baghdad proved to be a forerunner. Sorted out from the historical forest and destroyed the false ideas of Yasa and gave the best beliefs, worship and concepts for the life of mankind and paved the way with the light of religion.

Keywords:*Yasa law, Humanity, Islam, Religion.*

تمہید

چنگیز خان تاریخ کا ایک بھیانک روپ ہے جس نے دنیا میں میں تہلکہ مچادیا۔ ایک ایسا کردار جس کے آگے بڑے بڑے شہنشاہ سلاطین اور سردار کانپتے تھے۔ چنگیز خان جو اپنی ذہنی اور تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہوئے دنیا کے نقشے کو بدل کر رکھ دیا یہاں تاریخ کو دہرانے کا مقصد ہم اپنی سابقہ غلطیوں سے سبق حاصل کر کے کچھ سیکھ سکیں یہاں تاریخ کو بیان کرنے کا مقصد مسلم دنیا میں شعور و آگہی پیدا کرنا ذہنی ترقی اور اعلی تعلیم کا حصول ممکن

بنایا جاسکے۔ ایک ایسا فرد جس نے دشمنوں کی عداوتوں سے سیکھ کر اپنی طاقت کے بل بوتے پر دنیا پر راج کیا چنگیز خان جس نے حالات سے سیکھ کر منتشر قبائل کو منظم کیا اور خود سردار اعلی بن کر قوانین یاسا کی بنیاد رکھی جن میں کچھ قوانین تو بہترین تھے جبکہ بہت سے قوانین کا مقصد سراسر قتل و غارت اور تباہی و بربادی تھا اس نے اپنے قبائل کو آپس میں لڑائی جھگڑے کی بجائے دنیا میں جنگوں کا آغاز کیا اس نے بڑے بڑے جرائم پر جرمانہ رکھا اور چھوٹے جرائم پر سزائے موت رکھی جو کہ سراسر عدل و انصاف انسانیت اور اخلاقیات کے مترادف تھا گھوڑوں کے سموں تلے دنیا کو روندتے ہوئے آگے بڑھا چنگیز خان حملے کے دوران ایسی تباہی مچاتا کہ ہر طرف لاشوں کے انبار لگ جاتے وہ وہاں کے کھیتوں کو چٹیل میدان بنالیتا وہاں نہ صرف انسانوں کو زندہ چھوڑ سکتا بلکہ وہاں کے چرند پرند کو بھی زندہ نہ چھوڑتا ایسی تباہی مچاتا کہ کوئی چیز سلامت نہ رہنے دیتا۔

چنگیز خان کے قوانین "یاسا" اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ اس نے مسلم دنیا کو جو نقصان پہنچایا اس کی تلافی آج تک ممکن نہیں ہو سکی۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد کو ختم کر دیا گیا یا مسلمانوں کو سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ہلاکو خان نے بغداد پر قبضہ کر کے خون کی ندیاں بہادیں اور لاشوں کے پہاڑ بناڈالے۔ سزا کے طور پر قیدیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا جاتا، انہیں تہہ خانوں میں پھینک دیا جاتا جہاں وہ روشنی ہوا اور خوراک کی کمی وجہ سے قید میں ہی مر جاتے یا پھر ان کے جسم کے اعضا کاٹ دیئے جاتے، انہیں کوڑے مار کر ہلاک کیا جاتا یا انہیں غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا یا پھر لوگوں کے سامنے قتل عام کر کے سبق دیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے خود کو ان کے حوالے کر دیں ایک حکمران خوف و ہراست پھیلا کر اقتدار تو حاصل کر لیتا ہے مگر وہ ملک و قوم کو تباہ و برباد کر کے ترقی کی راہوں کو مسدور کر لیتا ہے یا پھر لوگوں کے سامنے قتل عام کر کے سبق دیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ بغیر کسی مزاحمت اور جنگ کے خود کو ان کے حوالے کر دیں ایک حکمران خوف و ہراست پھیلا کر اقتدار تو حاصل کر لیتا ہے مگر وہ ملک و قوم کو تباہ و برباد کر کے ترقی کی راہوں کو مسدود کر لیتا ہے۔

عظمت والدین اور خدمت والدین

ماں باپ کی نافرمانی سخت جرم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ- وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ-ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ[1]

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالی کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اچھی باتیں سیکھنا اور نماز قائم کرنا زکوۃ دینا (لیکن) پھر تم میں سے چند آدمیوں کے علاوہ سب پھر گئے اور تم (ویسے ہی اللہ کے احکام سے) منہ موڑنے والے ہو۔

اسلام بنی نوع انسان کو جہاں حقوق اللہ کا حکم دیتا ہے وہاں حقوق العباد کا حکم بھی دیا گیا ہے اللہ تعالی نے انسان روح کو عالم ارواح سے دنیا میں منتقل کرنے کا حکم صادر فرمایا:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه مرفوعاً» :وكَّلَ اللهُ بالرَّحِم مَلَكًا، فيقول :أيْ ربِّ نُطْفة، أيْ ربِّ عَلَقة، أيْ ربِّ مُضْغة، فإذا أراد اللهُ أن يقضيَ خَلْقَها، قال :أيْ ربِّ، أذكرٌ أم أنثى، أشقيٌّ أم سعيدٌ، فما الرزق؟ فما الأَجَل؟ فيكتب كذلك في بطن أُمِّه[2]«

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی طرف سے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو کہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ ہے۔ اے رب! اب یہ علقہ)جما ہوا خون (بن گیا ہے۔ اے رب! اب مضغہ)گوشت کا ٹکڑا (بن گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کر دے تو وہ پوچھتا ہے: اے رب! یہ لڑکا ہو گا یا لڑکی؟ بدبخت ہو گا یا نیک بخت؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی عمر کتنی ہو گی؟ اس طرح یہ سب باتیں اس کی ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں"۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " كل مولود يولد على الملة فابواه يهودانه او ينصرانه او يشركانه[3]"

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

---

[1] ۔القرآن الحکیم، البقرۃ:83

[2] ۔مسلم، ابو الحسن، مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، الصحیح المسلم، رقم الحدیث:6328

[3] ۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، رقم الحدیث:2138

بنی نوع انسان کی ذہنی صلاحیتوں کے باعث رب کائنات نے انسان کو سب سے زیادہ قوت اور طاقت ور ان کی ہے جو چاہے مرضی راستہ اختیار کرے اگر بچے کی عادات اسلام کے خلاف ہیں اور والدین اور غیر شرعی لباس پہناتے اور غیر شرعی حلیہ بناتے ہیں تو گناہ گار والدین ہوں گے قرآن پاک میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے رحم کرم کرنے پیار محبت ان کا خیال رکھنا ان کی کفالت کا حکم صادر فرمایا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کا احترام کرنا اطاعت و فرمانبرداری کی خدمت کرنا اونچی آواز سے بولنے کی ممانعت فرمائی ہے اولاد کا فرض ہے والدین بچے کو جب بلائیں تو ان کی آواز پر سب کام چھوڑ کر والدین کی بات سنیں اسلامی نقطہ نظر سے والدین کے ساتھ ساتھ ان کے وابستہ رشتوں کا خیال رکھا جائے نا صرف اپنوں کا بلکہ غیروں کا احترام بھی اسلام نے ہمیں سکھایا ہے۔

شریعت اسلامی میں اگر والدین اپنے بیٹے کو طلاق کا حکم صادر کر دیں تو ایسا ممکن ہے لیکن اگر بیوی میں دینی معاملات شرعی عقلی اوصافِ موجود ہو تو بیوی کو طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ اولاد ہر جائز طریقے سے کھلائیں پلائیں اور بہتر طریقے سے کام سرانجام دے اگر والدین بوڑھے ہوں بیمار ہوں تو ان پر خرچ کرے پیار و محبت اور شفقت و مہربانی کے جذبے سے ان کے دلی خوشی کرے۔

اگر والدین شریعت کے خلاف حکم دے تو ان کی اطاعت نہ کی جائے اگر والدین کافر ہوں تو ان کی اطاعت ہر گز نہ کی جائے شریعت میں کافر اور مشرک والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے ساتھ نرمی شائستگی سے کلام کرنا مالی تعاون تیمارداری ان سے ملاقات کرنا فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ نے والدین سے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے بوڑھے والدین کی خدمت جہاد سے بڑھ کر نیکی ہے۔ یہ اولاد پر فرض ہے کہ والدین کی خوشی کا واحد ذریعہ اولاد ہے۔ والدین کی مرضی کے بغیر جہاد پر جانے سے نبی کریم ﷺ منع فرمایا ہے جو شخص والدین اور اس کے رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے اس کے رزق میں فراوانی برکت ہوتی ہے اور اتنا زیادہ خرچ کرتا ہے اللہ تعالی اس کے رزق میں برکت ڈال کر واپس لوٹا دیتا ہے اور والدین کی دعا کی برکت سے اس کی روزی میں اضافہ ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی بھی مظلوم مسلمان کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً» :ثلاثُ دَعواتٍ مُستجابات لا شك فِيهن: دعوةُ المظلومِ، ودعوةُ المسافرِ، ودعوةُ الوالدِ على وَلدِه[4]«

تین قسم کی دعائیں قبول ہوتی ہے جن میں کسی قسم کا شک نہیں مظلوم کی دعا مسافر اور والدین کی دعا اولاد کے لیے۔ شریعت اسلامی کے مطابق اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی قبولیت دعا کے آداب و شرائط بتائے ہیں۔ مظلوم مسلمان نیک یا بد کی دعا اور بد دعا دونوں اثر کرتی ہیں ظالم اگر کسی کا مال کھائے اس کے کام میں رکاوٹ ڈالے رشوت لے ناجائز طریقوں سے اس کی جائیداد پر قبضہ کرے یا ذاتی کاموں میں دخل اندازی کرے جھوٹا بہتان لگائے یا عیب جوئی کرے۔

والدین کی دعا اور بد دعا ای فور اثر کرتی ہے اگر انہیں خوشی رکھا جائے تو دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ تمام آفات دور جاتی ہیں ان کی نافرمانی کرنے والا دنیا اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہوتا ہے والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے:

عن ابن عمر: مر اعرابي في سفر، فكان ابو الاعرابي صديقا لعمر رضي الله عنه، فقال للاعرابي: الست ابن فلان؟ قال: بلى، فامر له ابن عمر بحمار كان يستعقب، ونزع عمامته عن راسه فاعطاه. فقال بعض من معه: اما يكفيه درهمان؟ فقال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "احفظ ود ابيك، لا تقطعه فيطفئ الله نورك.[5]"

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی کسی سفر میں)میرے (قریب سے گزرا۔ اس اعرابی کا باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا، تو اس نے اعرابی کو کہا: کیا تم فلاں کے بیٹے نہیں ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے)اس پہچان کی وجہ سے (ایک گدھا دینے کا حکم دیا۔ اور اپنے سر سے پگڑی اتار کر بھی اسے دے دی۔ آپ کے بعض ہم سفروں نے عرض کیا: اس کو دو درہم دے دینے کافی نہیں تھے؟ آپ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" :اپنے والد کی دوستی کا خیال رکھو، اس کو مت توڑو ورنہ اللہ تمہارا نور بجھا دے گا۔"

اسلام میں صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے صلہ رحمی کی بدولت نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ غیر مسلموں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہے اگر چنگیز خان کی بات کی جائے تو یہ لوگ شعور سے دور تنگ نظری کی طرف بڑھنے والے

---

[4] ۔ سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیۃ رقم الحدیث:3862

[5] ۔ مسلم، ابو الحسن، مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، الصحیح المسلم، رقم الحدیث:2552

تھے حکمران طبقہ کے تسلط کے لیے ضروری چیز لوگوں کے دلوں میں ان کا ادب و احترام اور عزت تھی اپنی قوت کو مضبوط ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے حکمران طبقہ استحکام بخشتا ہے۔

اس طبقے کے خلاف بغاوت اور مخالف کو بڑھنے سے روکتا ہے یسوکاءی اپنے قبیلے کا سردار چنگیز سے بے پناہ محبت پیار کرتا تھا۔ اس کو تحفظ کا احساس فراہم کرتا ہے اس کی کامیابی کے پیچھے اس کے والدین کا ہاتھ تھا وہ ان کی آنکھوں کا تارا اور لاڈلا بیٹا تھا۔ چنگیز کے قوانین یاسا کے نزدیک والدین کی عزت کا خیال رکھا جائے ان سے ادب و احترام نرمی اور شائستگی رحم کا سلوک کیا جائے جو اس نے قبائل کو متحد کرنے کے ساتھ ساتھ یہ قوانین بنائے تاکہ نوجوان اپنے والدین کا خیال رکھیں ان کو سہولیات ان کا احترام کا خیال سے نہ صرف والدین کا بلکہ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال کریں۔

اسلام نے نہ صرف مسلمان والدین کے ساتھ بلکہ مشرک والدین کے ساتھ نرمی کا حکم دیا ہے اولاد کو سختی سے منع فرمایا ہے لہذا اس نے قانون بناتے وقت چنگیز خان کے ذہن میں اپنے والد کا خیال آیا ہو گا جس کے مرنے کے بعد اس کی ماں کا ہاءولون نے چنگیز خان کو سرداری کے لیے تیار کرنے کے مختلف طریقے اور ہنر سکھائے جاتے ہوئے قبائل کو واپس لانے میں مدد کی زندگی کی زندگی کے حالات و واقعات نے اسے نئے سبق سکھائے نئے راستے کھلتے گئے عام سردار سے خاص انسان بن کر بالآخر دنیا کو فتح کرنے نکل کھڑا ہوا اسے ہر موڑ پر کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی۔

چوری کی حد

چوری کرنے والے کا قتل کر دیا جاتا تھا۔ شریعت اسلامی کے مطابق چوری کرنا بہت بڑا جرم ہے جس کے لئے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر کیا گیا ہے:

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ[6]

اور جو عورت یا مرد چوری کرے تو اس کے لئے بدلہ ہے اللہ پاک کی طرف سے سزا اور اللہ تعالی بھی غالب حکمت والا ہے۔

[6] ۔القرآن الکریم، المائدہ:38

چوری خواہ مرد کرے یا عورت تو اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے چور کے لئے سب سے سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مقصد سزا ظالم نہیں بلکہ یہ طرز عمل اختیار کر کے اسے راہ راست پر لانا ہے تا کہ دوسرے لوگ سبق حاصل کر کے ایسا جرم سرزد نہ کریں اور دوسرے افراد پر ایسا طرز عمل اختیار کرنے میں جرات وہمت نہ ہو ہاتھ کاٹ کرنے کا مقصد یہ صرف اور صرف دوسروں پر واضح کرنا چور نے چوری کی کی ہے چوری کی حد چوری کرنے والے کا قتل کر دیا جاتا تھا شریعت اسلامی کے مطابق چوری کرنا بہت بڑا جرم ہے جس کے لئے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر کیا گیا ہے اور جو عورت یا مرد چور یکرے تو اس کے لئے بدلہ ہے اللہ پاک کی طرف سے سزا اور اللہ تعالی بھی غالب حکمت والا ہے چوری خواہ مرد کرے یا عورت تو اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے چور کے لئے سب سے سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ روایت ہے کہ:

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چوری کی، ان لوگوں نے کہا: اس سلسلے میں ہم آپ سے بات نہیں کر سکتے، آپ سے صرف آپ کے محبوب اسامہ ہی بات کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے اس سلسلے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: "اسامہ! ٹھہرو، بنی اسرائیل انہی جیسی چیزوں سے ہلاک ہوئے، جب ان میں کوئی اونچے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر ان میں کوئی نچلے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اگر اس جگہ فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"۔[7]

پہلی بار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے جب کہ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر پاؤں کاٹنے کا حکم ہے تا کہ وہ بھاگنے کے قابل نہ رہے ہاتھ کلائی تک کاٹا جائے جبکہ پاءوں ٹخنے تک کاٹا جائے تیسری بار چوری کرنے پر جیل بھیج دیا جاتا ہے تا کہ اس کے اعضاء نہ کاٹے جائیں تمام اسلامی عدالتوں ہی ان سزاءوں پر عمل پیرا کر واسکتی ہیں جبکہ دیگر مذاہب میں اس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے دنیاو آخرت دونوں میں تباہی اور بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا اسلام نے چوروں اور غاصبوں کے لئے جو سزا مقرر کی ہے تا کہ لوگوں کے مال اور معیشت کو تحفظ فراہم کیا جاسکے سزاؤں کا مقصد دراصل معاشرے کی اصلاح و تعمیر ہے علامہ ماوروی یہ کہتے ہیں ہیں کہ سزا اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ اجزاء ہے تا کہ کوئی ان احکامات کی خلاف ورزی اور اس کے منہاجات کا ارتکاب نہ کرنے پائے۔

---

[7] - تخریج الحدیث: « تفرد به النسائي (تحفة الأشراف:16454)(صحيح)»

سزا کا مقصد صرف اور صرف برائی سے روکنے اور معاشرے کی اصلاح و تعمیر دنیا میں امن و امان اور آخرت میں نجات بازپرس ہو گی۔ جبکہ دیگر مزاہب میں سزاءیں مختلف ہیں چنگیز خان کے قوانین یاسا میں چوری کرنے والے کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ ان کا اصل مقصد اصلاح معاشرہ اور برائی سے روکنا ہر گز نہ تھا بلکہ اس زمانے میں اپنا نام پیدا کر کے دہشت گردی کرنا تھا۔ چنگیز خان کے قوانین یاسا بنانے سے پہلے منگولوں کا پیشہ لوٹ مار اور چوری کرنا تھا منگول اکثر و بیشتر مویشیوں کی چوری کرتے یا دوسروں کے گھوڑے چورا لیتے تو ان میں ہر برائی بھی پائی جاتی تھی۔ قانون بناتے وقت اپنے آٹھ گھوڑے یاد آ گئے کے دشمن قبیلے کبھی تائی جوت نے چراءے جس کے لیے اس نے سخت محنت کر کے واپس حاصل کیے تو وہ تموجن کے دوست بورجو ہے نے گلے کو واپس لانے میں مدد کی اس نے کٹھن اور سخت مرلوں کے بعد گھوڑے حاصل کیے چنگیز خان کی سزا کا اصل مقصد لوگوں کی اصلاح نہیں تھا بلکہ اپنا روب دبدبہ قائم کرنا تھا جبکہ اسلامی سزاؤں کا مقصد معاشرے کی اصلاح اور دوسرے اس سزا سے سبق حاصل کریں۔

طرز عمل اختیار کرنے سے چور میں دوبارہ جرات نہیں پیدا ہوتی کہ وہ چوری کرے یاسا یہ کے قوانین میں چوری کی سزا قتل تھی ان قوانین پر سختی سے عملدرآمد کروایا جاتا ہے امن قائم ہو گیا ان کے گھر کھلے رہتے ان کے چھکڑوں میں مال و دولت رکھی جاتی کوئی بھی مال چرا کر نہیں لے جا سکتا تھا کوئی جانور بھٹک جاتا ہے یا راستہ بھول جاتا تو چنگیز خان کے افسروں کو واپس کر دیا جاتا وہ ان چوروں ڈاکوؤں اور لٹیروں کا تصور تک موجود نہ رہا تھا۔

ہر وہ شخص جو مجرم ہوتا اس وقت تک سزا نہ دی جاتی جب تک کہ وہ خود اعتراف نہ کر لیتا جب تک کوئی فرد پکڑا نہ جاتا یا جب تک وہ خود زبان سے اعتراف نہ کرتا سزا نہ دی جاتی ان کے نزدیک زبان کو بڑی اہمیت حاصل تھی منگولوں کے نزدیک قتل چوری فریب بڑی ہوشیاری سے دیا جاتا عصر حاضر میں موجودہ صورتحال بھی چنگیزی دور کی ایک جھلک ہے اسلامی شریعت کے مطابق چوری کرنے والے کے ہاتھ کچھ ممالک میں تو کاٹے جاتے ہیں مگر پاکستان اور دیگر ممالک میں صرف سزا دی جاتی ہے یا پھر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یا پھر چور کو رشوت لے کر چھوڑ دیا جاتا ہے کے اسلامی شریعت کے مطابق سزائیں مقرر ہیں ابتدائے اسلام میں اگر کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ خود اعتراف جرم کر کے سزا کا مطالبہ کرتا تھا شریعت کے مطابق سزا اسلامی حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کی جاتی ہے جبکہ دیگر ادیان میں اس سے بڑھ کر سخت ترین سزائیں مقرر ہیں جبکہ اسلام میں سنگین نوعیت کے جرائم میں جو سزائیں مقرر

ہیں اس کے مقابلے میں زیادہ سخت سزائیں ان ادیان میں معمولی جرائم پر بھی سزا دی جاتی ہیں بڑے بڑے جرائم پر معمولی سزائیں دی جاتی تھی تھی تھی مگر چھوٹے چھوٹے جرائم پر بڑی سزائیں دی جاتی تھی۔

عدل وانصاف کا ترازو

عدل وانصاف پر معاشرے کو مہذب بنانے کے لیے کیمیائی نسخہ ہے دیگر اقوام اپنی تہذیبوں میں مساوات اور عدل و انصاف کی دعوے دار ہیں مگر خاص طور پر دین اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہمارے لئے جو تعلیمات بہم پہنچائیں اس کے ذریعے معاشرے میں عدل وانصاف کا قیام اور ظلم وستم کا خاتمہ ممکن ہے عدل وجہل کا متضاد ہے عدل کو انصاف کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

انصاف کے معنی آدھے کے ہیں انصاف برابر کی تقسیم کو کہتے ہیں جہاں عدل ہوتا ہے وہاں جہالت کا وجود ختم ہو جاتا ہے ضلم معاشرے میں بدامنی میں بے چینی پیدا کرتا ہے عدل وانصاف امن وسکون اور ترقی وخوشحالی کا یقین کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِؕ-اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ[8]

اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں۔

ایک سچے مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں حق اور سچ کے مطابق فیصلہ کریں جس میں اللہ اور رسول ﷺ حکم کے مطابق فیصلہ کرے اگر ذرا بھی لچک پائی جائے تو وہ اس کے مومن کے ایمان میں کھوٹ ہے جتنا وہ تامل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ درحقیقت عدل وانصاف انصاف صرف اور صرف اللہ تعالی کی پاک کتاب اور اس کی شریعت میں ہے جو ناقابل تغیر وتبدیل ہے وحی کے بغیر رہنمائی ممکن نہیں ہے جس نے حق کو چھوڑا وہ ناکام اور نامراد رہا عدل کرنے والا قاضی یا حکومت کا کوئی کارندہ یا حاکم بھی اللہ کے حکم سے انہراف نہیں کر سکتا نہ ہی کرنے کا حق ہے جو شخص دو فریقین کے درمیان امتیازی برتاؤ کرے وہ ادب اور اسلام کے منافی ہے۔

قاضی کا فرض ہے کہ وہ گفتار کردار لب ولہجہ دونوں فریقوں سے بالکل یکساں سلوک کرے غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کریں پورے اطمینان سے مقدمہ کا فیصلہ کرے عدالتیں ہر وقت کھلی رکھی جائیں فیصلے انصاف پر مبنی ہوں، جھوٹے

---

[8] ۔القرآن الکریم، المائدہ:42

دعوے کرنے والے نہ ہو ورنہ وہ گناہگار ہو گا صرف اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا فیصلے ذمداری عدل و انصاف اور خدا ترسی کے ساتھ انجام دے جائیں جنگی قوانین یاسا بظاہر تو عدل و انصاف ادب ان پر مبنی تھی مگر وہ صرف اور صرف اپنی قوم اور قبائل کے لیے مخصوص تھے وہ سچ اور جھوٹ میں فرق کو سمجھتے تھے۔

مگر اپنی ذات کی حد تک دوسری اقوام اور غیر مذاہب کے خلاف اس کے عقائد بدل جاتے ہیں۔ انسانیت ختم ہو جاتی اس کی جگہ ظلم و بربریت تشدد اور ناانصافی لائی جاتی انسانیت پامال کرنا بڑی بات نہ تھی۔ انسانیت وہاں پر سسکتی رہی ہر طرف تباہی ظلم کا دور دورہ تھا انسانوں کا قتل عام کوئی بڑی بات نہیں تھی یا ان کے منگولوں کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ سمجھی جاتی تھی مال و متاع پر قبضہ املاک پر قبضہ ان کے کھیتوں پر قبضہ کھیتوں کو جلانا تباہ و برباد کرنا معمولی بات تھی ان کو لوٹ لینا گویا کہ ہر برائی میں موجود تھی۔

شریعت میں دوسروں کا مال لوٹنا، محکمانہ بد سلوکی، ظلم و زیادتی سختی سے منع ہے۔ اس سے نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ایسے ظالمین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بڑھتے ہوئے جرائم عدل و انصاف کی کمی معاشرے میں اضطراب بے چینی ظلم اور ناانصافی تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ عدالتی نظام کمزور ہو رہا ہے، اور اسی عدالتی نظام کی بدولت مظلوم کو انصاف کی فراہمی میں تاخیر کی جاتی ہے۔ معاشرہ زوال اور پستی کی طرف بڑھ رہا ہے موجودہ دور میں بڑھتے ہوئے ہمارے ملک کے مسائل کے پیش نظر مقدمات کے فیصلے تک تاخیر سے ہو رہے ہیں۔ جس سے انتشار و دہشت گردی بڑھ گئی ہے، مقدمات کے فیصلے برسوں پڑے رہتے ہیں، جس سے انصاف نہیں مل پاتا لہذا ہماری ذمہ داری ہے ہم انصاف پر ڈٹ کر کھڑے رہیں تاکہ عدل و انصاف کا فقدان نہ ہونے پائے۔

بحث و مباحثہ

منفی بحث و مباحثہ اخلاقی جرم ہے۔ لہذا اس کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔ ارشاد باری ہے:

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيَاتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ [9]

اور اسی طرح ہم مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ ہم سمجھداروں کے لیے واضح کر دیں۔

---

[9] ۔ القرآن الکریم، الانعام: 105

اسلامی شریعت کے اصولوں میں بحث و مباحثہ کے اطوار بیان کئے گئے ہیں۔ بات چیت کے دوران نرمی اور شائستگی کا خیال رکھا جائے مباحثہ کے دوران اس بات کا خیال رکھنا کہ مقابل کے مذہب اور فرقے یا طبقے کی دل آزاری ہر گز نہ کی جائے بحث صرف دنیاوی اور عقلی دلائل پر مبنی ہو۔ جس میں عزت و احترام کا لحاظ رکھا جائے دلائل علمی اور عقلی لحاظ سے وزن رکھتے ہوں۔

بحث کا مقصد شرارت کے لیے یا فضول گوئی یا کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی نیت سے نہ ہو خواہ ملکی مسائل ہوں یا سیاسی مسائل ایک دائرے میں رکھ کر حل کیا جانا ضروری ہے۔ دلائل میں جذباتی پن نہ ہو ہو بلکہ مباحثوں کو بہترین انداز سے رد کیا جاسکتا بحث و مباحثہ کے دوران پہلے قرآن فرقان حمید سے پھر حدیث مبارکہ سے دلائل دیے جائیں۔ اگر بحث و مباحثہ فقہی احکام سے متعلق ہوں پھر قرآن، حدیث، اجماع، قیاس سے دلائل دیئے جائیں۔ اللہ تعالی نے نسل انسانی کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے انبیائے کرام اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ تاکہ اس کے ذریعے تعلیمات احکام خداوندی انسانوں پہنچ سکے شریعت کے مطابق ماخذ قرآن اور سنت پر منحصر ہے ان ماخذات پر بلا چون و چرا اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ یہ قرآن اور سنت سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس پر تمام مسلمان، آئمہ اور مجتہدین متفق ہیں۔ دوسری طرف جمہور آئمہ بھی متفق ہیں، البتہ قیاس میں علماء کے درمیان اختلاف موجود ہے۔ اس سلسلے میں جمہور علماء کا اختلاف ہے جو قیاس کے حق میں ہیں، اس کے ساتھ استحسان مصالح مرسلہ اور استصحاب شامل ہیں۔

جس میں غور و فکر عقل و رائے کے احکام حاصل کیے جاتے ہیں یہ قسمیں ایک دوسرے کی محتاج ہیں۔ علمائے اسلام کے مطابق اصل ماخذ قرآن مجید ہے۔ اسکے علاوہ کوئی دوسری چیز اسلام کا مصدر اور سرچشمہ نہیں بن سکتی۔ مصدر اصلیہ کی تشریح ہو یا فروعی احکام ان مقاصد کے حصول کے لیے بنیادی تصور قرآن مجید سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ قرآن مجید ہر قسم کی کمی پیشی سے محفوظ ہے یہ ایک عظیم معجزہ ہے فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے قرآن مجید کا اعجاز ہے سابقہ اور آنے والے حالات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے قرآن مجید میں زندگی کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے سائنس دان معجزات سے حیران و پریشان ہے۔ ارشاد باری ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ[10]

---

[10]۔ القرآن الکریم، 108:26

بس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال اور کردار امت کے لئے افضل نمونہ ہیں۔ سنت دین کے ماخذ میں سے ہے، سیرت نگاروں نے اس پر مختلف انداز سے بحث کی ہے، جو حضور ﷺ کے قول اور تکریر عمل سے ثابت ہوئے وہ قرآن نہیں ہے۔ آپ کی زندگی اتباع کا کامل نمونہ ہے۔ قول و فعل تقریر یا وصف جو نبی کریم ﷺ کے عزم مستوب ہوا اسے حدیث کہتے ہیں۔ اگر کسی مسئلے کا حل قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں موجود نہ ہو تو اقیاس ان مصادر میں سے ہے۔ اجتہاد کی ایک قسم قول ہے، دین میں انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے اجتہاد و قیاس، قرآن و حدیث کے بعد اہم ترین ماخذ ہیں۔

اجماع سے مراد اشیاء کو اکٹھا کرنا باہم ملانا ہے، اجماع صحابہ کرام اپنے مسائل و معاملات کے لیے سامنے لائے تاکہ معاملے کو مل جل کے نتیجے تک پہنچایا جاسکے اور حکم نافذ کیا جاسکے۔ امام مالک نے اس سے اختلاف کیا ہے اس طرح بعض علماء کے نزدیک یہ درست ہے بعض کے نزدیک درست نہیں ہے۔

اگر امت مسلمہ کسی مسئلے پر اتفاق کرے تو یہ قابل اعتماد ہونا چاہیے۔ لہٰذا اسلام ہر شخص کو بحث و مباحثہ کی اجازت دیتا ہے کہ مسائل کا حل پیش کیا جاسکے کیونکہ بہت سے اقرار مل کر بھی ایک مسئلہ کا حل تلاش کر سکتے ہیں بات چیت باہمی میل جول بحث و مباحثہ کے ذریعے ہی بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے اور نئی سے نئی بات کو نکالا جاتا ہے۔

اسطرح چنگیز خان کے قوانین کی رو سے مقابل شخص کو بات چیت کی ہر گز اجازت نہ تھی۔ وہ جو حکم صادر کرتا اس کو بلا چون وچرا تسلیم کیا جاتا، جو کوئی بحث کرتا اس کو قتل کر دیا جاتا، اس کو بہت بڑا جرم سمجھا جاتا حالانکہ کہ جب ہمارا مذہب اسلام اجازت دیتا ہے کہ مسائل کو بات چیت کے ذریعے ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ بظاہر یاسا میں ہر کام مختلف قبائل کو اکھٹا کر کے کیا جاتا، زیادہ بول چال والے شخص کو چنگیز خان اپنے دربار سے باہر نکال دیتا، جب چنگیز خان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے جوجی کو سلطنت کا جانشین بنانے کا حکم دیا اور اس کے دیگر بیٹوں نے اس کو سردار ماننے سے انکار کر دیا اور اوغدائی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ مگر اس کے دیگر بیٹوں نے اس کو سردار بنانے سے انکار کر دیا اوغدائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اس بات کا اسے مرتے دم تک صدمہ رہا اس نے یہ لڑائی ختم کرنے کے لئے حکم صادر کیا۔

ہم جنسیت پرستی کی سزا

یاسا قوانین میں ہم جنسیت پرستی کی سزا موت ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہم جنسیت پرستی بہت بڑا جرم ہے معاشرے کو صالح بنانے کے لیے ان غیر فطری اعمال، بد فعلی، ہم جنس پرستی اور لواطت پرستی جیسے ناموں سے انسان کو کراہت محسوس ہوتی ہے۔ یہ غیر فطری اور گھناؤنا فعل ہے، یہ بے حیائی، شر و فساد، بد کرداری ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی، مکمل ضابطہ حیات اور کامل دستور فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے لگام نہیں چھوڑا، کہ وہ جو چاہے مرضی کریں۔ اللہ نے اس بنی نوع انسان کو فطری قوانین عطا فرمائے ہیں، جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتے۔ اسلامی معاشرے کے اصول و ضوابط کے پیش نظر امن وامان اور خیر و برکت پیدا ہوتی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو نکاح کا حکم دیتا ہے، نکاح کو آسان سے آسان کرنے کا، یہاں تک کہ غلاموں اور لونڈیوں کو بھی نکاح کی ترغیب دی گئی ہے، نکاح معاشی اور اقتصادی پریشانیوں کو ختم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ جبکہ لواطت کو حرام اور سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس جرم میں مبتلا تھی اس فعل کی بدولت قوم لوط پر عذاب نازل ہوا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۔ قَالَ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ [11]

اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت (رُسوا) نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔

وہ اپنی بد فعلیوں کی بدولت تباہ و برباد ہوئے یہ سب شیطان کے سیکھائے گئے تھے، جو ان میں رائج تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں سے بد فعلی کرنے کی کوشش کرنے لگے تو مہمان آنا بند ہو گئے اور پتھروں کی بارش ہوئی، ان پر عذاب آ گیا جو کسی اور قوم پر نہ آیا۔ وہ لوگ بے حیائی پھیلاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں سخت عذاب نازل ہو گیا۔ ہمیشہ اچھائی سے اچھائی کا راستہ کھلتا ہے اور برائی ہمیشہ برائی کو کھینچتی ہے اسی طرح موجودہ دور میں بے حیائی اور برائی کے نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں۔ مغرب نے اس کو سر آنکھوں پر بٹھایا ہوا ہے۔ اللہ اور رسول پاک

---

[11] ۔ القرآن الکریم، الحجر:69

ﷺ نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور ان گناہوں کے سبب انسان دور کھائی میں جا گرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی بدولت انسان بہترین اور سکون کی زندگی گزار سکتا ہے۔اس طرح کے گناہوں کی اسلام میں سنگین سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ ہم جنس پرستوں کی سزا تین کوڑے زیادہ سے زیادہ تعداد امام ابو حنفیہ اور امام احمد کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں امام ابو یوسف کے کے نزدیک پچھتر کوڑے ہیں۔ جرم کو روکنے کے لیے سزا کو کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے۔

عصر حاضر میں میں برائیوں کو زیادہ سے زیادہ پر موٹ کیا جارہا ہے۔ مغرب نے اس سلسلے کو سر آنکھوں پر بٹھار کھا ہے بھلائی کو چھوڑ کر برائی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ برطانیہ ،امریکہ ،فرانس جیسے ممالک میں جنسی لطف و تسکین کے لئے قانونی اجازت ہے۔ اس طرح انھیں شادی کے بغیر رہنے کے لئے رجسٹریشن کرانے کی اجازت دی جاتی ہے کہ دوسرے افراد ان کی کی راہ میں میں رکاوٹیں کھڑی نہ کر سکیں۔ ایسے افراد معاشرے کے لئے لیے ناسور ثابت ہوتے ہیں۔ دوسرے مذاہب بھی اس جرم کی ہر گز اجازت نہیں دیتے بلکہ سخت سے سخت ترین سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

چنگیزی قوانین یاسا میں ہم جنس پرستی کی سزا موت رکھی گئی تا کہ معاشرے میں امن وامان کی فضا قائم کی جا سکے۔ چنگیز خان جانتا تھا کہ معاشرے میں برائیوں کی جڑ بے حیائی اور غلط افکار کی بدولت ہی جنم لینے والے مسائل ہیں۔ لہذا اس نے ہم جنس پرستی کی سزا مقرر کر دی۔ وہ جانتا تھا یہ عمل فطرت کے مسلمہ اصولوں کے خلاف تھا لیکن انسانی پر اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ ہم جنس پرستی خواہ رضامندی سے ہو یا جبر ا ہمیشہ فطرت کے برعکس ہے کیوں کے کہ یہ معاشرے میں بداعمالیوں کی وجہ ہے اور اس کے سبب معاشرے کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔

کامیاب قومیں اس طرح کے افعال سرانجام نہیں دیتیں اور طرح طرح کی بداعمالیوں کے نتیجے میں معاشرے میں ترقی رک جاتی ہے۔ اسلام نے سختی سے ان بداعمالیوں سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے انسان کی صحت تباہ ہوتی ہے اور انسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور دنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ انسان جانوروں سے بھی گر جاتا ہے کیونکہ جانوروں میں اتنا شعور موجود ہے کہ وہ اپنی شہوت پوری کرنے کے لیے ہم جنس کی طرف راغب نہیں ہوتے مگر انسان جب ذلت ، گمراہی اور پستی کی طرف راستہ چن لیتا ہے تو وہ جانوروں سے بھی گر جاتا ہے۔

اسلام نے سختی سے منع فرمایا اس لئے اسلامی ممالک میں کہیں قتل اور کہیں سخت ترین سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ ہم جنس پرستی ایک برا فعل ہے جو معاشرے کی اصلاح وترقی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے، جو معاشرے کی بنیادوں کو کمزور کر دیتا ہے اور امن وامان کو تباہ کر دیتا ہے۔ لہذا ریاست میں یہ سزا مقرر کرنا ضروری ہے۔ جن ممالک میں ہم جنس پرستی کی سزا مقرر نہیں کی گئی وہاں سخت سے سخت سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ معاشرے میں برائیوں کا سدباب ممکن ہو سکے۔

مہمان کا اکرام

مہمان نوازی ہر ایک پر فرض ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن حکیم فرقان حمید میں مہمانوں کا ادب واحترام، خاطر تواضع، ان کی خدمت کرنا اور ان کا خاص خیال رکھنا، رات میں اپنے گھر میں ٹھہرانا ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ مہمان نوازی برکات کا ذریعہ، عزت ووقار میں اضافہ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مہمانوں کا احترام کرنے کا نبی پاک ﷺ نے بھی حکم فرمایا ہے کہ جو شخص مہمان نوازی کرے گا اسے جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو گا۔ مہمان سے حسن سلوک سے پیش آنا اور خدمت گزاری پر اجر وثواب ہے۔ مہمان کی عزت افزائی، انہیں کھلانے پلانے والے شخص پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا برتاؤ اجتماعی زندگی کا اہم فریضہ ہے، تسکین کے جذبات، خوش اخلاقی سے پیش آنا اور فراخی کے ساتھ کھلانا پلانا باعث اجر ہے۔ حضور پاک ﷺ کے پاس جب مہمان آتے آپ انہیں خود کھلاتے پلاتے ان کی خوب خاطر تواضع فرماتے۔ ایک روایت میں ہے:

عن ابي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه،[12]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا"جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔

[12] ۔ مسلم، ابوالحسن، مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، الصحیح المسلم، رقم الحدیث:1967

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً» :من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصْمُت، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليُكْرِم جارَه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضَيْفَه[13]«

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان لائے اسے چاہیے کہ وہ مہمان کو ایذا نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ مہمان کے ساتھ شائستگی و نرمی سے گفتگو کی جائے مہمان کی عزت اور خدمت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مہمان کی خوب خاطر مدارت کی جائے جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اگر وہ چاہتا ہے مہمان کی عزت کرے اس سے اچھی بات کہے ورنہ خاموش ہو جائے۔

آپ ﷺ نے مہمان کے سامنے غصے اور پریشانی کا اظہار کرنے سے بھی منع فرمایا ہے مہمان کا بھی فرض ہے میزبان جب تک کھانا نہ کھائے اس وقت تک وہ خود بھی نہ کھائے۔

چنگیزی قوانین یاسا میں مہمان نوازی تو بظاہر ہر ایک پر فرض تھی مگر وہ سب قوانین اس کے اپنے قبائل کے لئے لاگو کئے جاتے۔ مہمانوں کی خوب خاطر تواضع کی جاتی ان کی عزت واحترام کا خیال رکھا جاتا اور محبت کی جاتی انھیں تکلیف نہ دی جاتی منگولوں میں رواج تھا وہ اپنے مہمان کو شراب پلانے کے لیے ناچ ناچ کر شراب کا کٹورا پیش کرتے جو ان کے نزدیک بڑی عزت کی بات سمجھی جاتی تھی، جیسا کہ موجودہ صورتحال دور میں امریکہ اور دیگر ممالک میں شراب کے جام ناچ ناچ کر کے چلائے جاتے ہیں۔ بظاہر تو وہ مہمان نواز تھے مگر وہ اپنے دشمنوں کو دھوکا، لالچ، اذیت اور فریب دیتے جبکہ اسلام انسان کو عاجزی وانکساری کا سبق دیتا ہے اسلام نہ صرف اپنوں کے ساتھ بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی، ملائمت اور رحمدلی کا حکم دیتا ہے۔

چنگیز خان کے بنائے گئے قوانین صرف اپنوں کے لئے بہترین تھے، دوسروں کے حقوق کو پامال کرنا نفرت کرنا ان کی پرسکون زندگی کو اجھاڑ دینا، دوسری اقوام کا لحاظ نہ کرنا ان کو تکالیف ظلم و بربریت پہنچانا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ چنگیز خان نے بغداد پر حملے کے دوران وعدہ کیا کہ وہ انہیں امان دے گا لیکن امان دینے کی بجائے دھوکہ دے کر

---

[13]۔ ایضاً، رقم الحدیث: 173

ان سب کو قتل کرواڈالا۔ ان میں علماء کرام اور حرم کے بااثر افراد اور ان کی باپردہ خواتین بھی شامل تھیں۔ ان باپردہ عورتوں کو جنہوں نے کبھی باہر نکل کر نہ دیکھا تھا، بے دردی سے ظلم کا نشانہ بنایا ان کو گلی کوچوں میں گھسیٹا گیا یا اور ان کو تاتاریوں کا کھلونا بنایا گیا۔

جھوٹ کی سزا

جھوٹی گواہی کی سزا موت ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بھی جھوٹ کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ[14]

جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

نجاست اور شرک ایک ہی چیز ہیں نجاست سے پرہیز کرنا بت پرستی سے اجتناب کرنا یہ گناہ کبیرہ کی طرف لے جانے والے ہیں لہذا اس سے بچو جھوٹ کی خرابی انسان کے قلب و ذہن پر اثر کرتی ہے جس کی وجہ سے اضطراب بے چینی اور نافرمانی کرنے لگتا ہے جھوٹ بولنے والا راہ ہدایت سے دور ہو کر کافر بن جاتا ہے ایسے شخص کو کسی بھی صورت میں ہدایت نصیب نہیں ہوتی وہ خود اپنے لئے راستہ بند کر دیتا ہے اور اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر لگادی ہے جو ایمان ہر گز نہیں لاسکتے۔ جب ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے تو اس کا عمل برا ہو کر کفر کی طرف پلٹ جاتا ہے اس طرح وہ جہنم کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے اور برے اعمال کفر کی طرف لے جاتا ہے ایسے شخص کے لیے عذاب کی وعید سنائی گئیں نبی پاک صل وسلم نے فرمایا:

عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" آية المنافق ثلاث، إذا حدث كذب، وإذا وعد اخلف، وإذا اؤتمن خان".[15]

منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔

---

[14] ۔القرآن الکریم،105:16

[15] ۔البخاري، ابوعبدهللا محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن املغيرة، ,الجامع املسند الصحيح املختصر منأمور رسول هللا صلى هللا عليه وسلم وسننه وأيا مه صحيح البخاري ،بيروت:دارطوقالنجاة ,رقم الحدیث:7563

جھوٹ کی بدولت انسان کا ظاہر و باطن قول و فعل اور عمل گویا ہر زندگی کے پہلو میں اختلاف موجود ہوتا ہے کیونکہ جھوٹ کی عمارت پر مبنی ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

برائی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے جبکہ اچھائی انسان کو جنت کے راستوں پر لے جاتی ہے لہذا بتوں کی کی نجاست سے بچو جھوٹ بولنے سے اجتناب کرو جھوٹ بولنے سے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالی کا فضل عطا نہیں ہوتا سچ دنیا اور آخرت میں انسان کو سزا عطا فرماتا ہے نیکیوں کے ثمرات اور سچ سے فائدہ حاصل ہوتے ہیں انسان برے اثرات سے محفوظ ہو کر اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور الزام تراشیاں کرتے اور گواہ بناتے ہیں تو اللہ تعالی کی ظالموں پر لعنت ہے ایسے لوگ عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اور جو لوگ نبی پاک صل اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھے یا جھوٹی احادیث بیان کریں یا خود سے قیاس کرنے والوں کے لیے سخت وعید سنائی ہے ان کو برے انجام سے ڈرایا گیا ہے ایسا کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جھوٹ کی بدترین صورت جھوٹی گواہی ہے جو کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے یہ جانوروں اور اور مالوں کی تباہی حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانے کا سبب بنتا ہے نبی پاک ﷺ نے جھوٹی گواہی کے بارے میں خبردار کیا ہے تاکہ لوگ اس گناہ کو معمولی نہ سمجھیں اللہ تعالی نیک لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں جھوٹی گواہی دینے والوں کے لیے سختی سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

اس طرح جھوٹی قسم سے دوسروں کا مال ہڑپ کرنا دوسروں کے گھروں کو جھوٹ سے اجاڑنا ایسا کرنے والے لوگ جنت سے دور اور دوزخ ان کا ٹھکانہ بنے گا اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں وضاحت کے ساتھ جھوٹ کی قباحتوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ معاشرے میں امن وسکون کو بحال کیا جاسکے دنیا اور آخرت میں نجات کا حصول ممکن ہو سکے اسی طرح اگر چنگیزی قوانین کی بات کی جائے تو ان کے لئے سزا دینا ضروری تھی مگر سزا تو ضروری تھی مگر قتل کر دینا ناانصاف تھی۔ اس بات پر اسے سزا دی جاتی مگر قتل سراسر ظلم و زیادتی اور بربریت پر مبنی تھا کے دوسری اقوام اور قبائل کے ساتھ جھوٹ بول کر ان کو قتل کر دیا جاتا۔ یہ اصول صرف اس کی ذات اور خاندان کے لیے بنائے گئے دوسروں کے معاملے میں ہر بات پر قتل کر کے ان کی لاشوں کا مسئلہ کیا جاتا اپنے قبائل کے ساتھ نرمی کا مظاہرہ رحمدلی، نرمی وشائستگی اور ہر طرح سے اچھا سلوک کیا جاتا تھا اور ہر طرح سے سہولیات فراہم کی جاتیں ایک منگول کے قتل پر پورے کے پورے علاقے ذبح کر دیئے جاتے۔

دوسرے ممالک کے حالات جاننے کے لیے لیے وہاں کے غرداروں اور جاسوسوں کو مال کا لالچ دے کر ان کو ساتھ ملا لیا جاتا کیا تا کہ وہ معلومات حاصل کر کے چنگیز خان تک پہنچا دیں اور جب ملک فتح کر لیے جاتے تو وہاں کے جاسوسوں اور غداروں کو سب سے پہلے قتل کر لیا جاتا۔ دھوکہ دینا، فریب، جھوٹ بولنا یہ سب جرائم ان میں موجود تھے۔ جھوٹ بول کر دوسرے ممالک کے تاجروں کو کم قیمت پر مال خرید لیتا اگر وہ کم قیمت نہ دیتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔

اس طرح سقوط بغداد کے موقع پر ہلاکو خان نے وہاں کے لوگوں اور عمر رسیدہ افراد اور دربار میں موجود لوگوں کے ساتھ جو جھوٹ کا سہارا لیا کہ اگر وہ امان مانگے تو انھیں پناہ دی جائے گی۔ مگر جب وہ سب لوگ حرم سے باہر تشریف لائے انھیں امان دینے کی بجائے سب افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا حرم کی عورتوں سے ظالمانہ سلوک روا رکھا گیا ان باپردہ عورتوں نے حرم سے باہر نکل کر نہیں دیکھا تھا بے دردی سے ظلم کا نشانہ بنایا گیا ان کے گھروں میں داخل ہو کر کر کے تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

چنگیز خان کے ظلم، بربریت، اور بے رحمی کی داستانیں بہت زیادہ ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکیں اس کی موت کے بعد بھی یہ ظلم اس کے بیٹوں میں جاری و ساری رکھا۔ موجودہ دور میں آج ہم جھوٹ، مکر و فریب میں گرتے جا رہے ہیں حالانکہ اسلام ہمیں اخلاق، نیک صالح اعمال کا حکم دیتا ہے آج ہمارا معاشرہ بگاڑ کے طرف طرف رواں دواں ہے۔

لہذا ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض ہے لڑائی جھگڑا اور جھوٹ بولنے والے افراد سے دوری اختیار کریں تا کہ معاشرے میں امن وامان کی فضا قائم ہو سکے معاشرے میں ہر فرد بے چینی، بدامنی، اضطراب مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا ہمیں شریعت اسلامی کی پیروی کرتے ہوئے ہوئے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والے افراد سے دور رہنا چاہیے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں گے۔

لڑائی جھگڑے کی ممانعت

آپس میں لڑائی جھگڑا حرام ہے۔ اسلام نے لڑائی جھگڑے اور اختلاف کی سختی سے مذمت کی ہے در حقیقت انسان کائنات کی سب سے اعلی برتر مخلوق ہے در حقیقت انسان کی شخصیت کے رنگ اللہ تعالی نے بہترین تخلیق سے نوازا ہے ہیں اور ساتھ ہی عقل و شعور کے ذریعے زندگی گزار کے طریقے بھی بتا دیے ہیں تا کہ انسان پر سکون زندگی گزار سکے در حقیقت انسان میں جذباتی پن غصہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لڑائی جھگڑا اور فساد کرنے والوں کو ناپسند فرمایا ہے، جس سے انسان کا دل ٹوٹا ہے آپس میں الجھاؤ پیدا ہو کر نفرت بغض حسد اور کینہ جیسی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اسلام سے قبل جہالت کی انتہا پر تھی معمولی سے معمولی باتوں پر برسوں لڑائی کا بازار گرم رہتا ہے مگر نبی پاک ﷺ کی آمد کے بعد عربوں کا جاہل اور ان پڑھ معاشرہ امن کا گہوارہ بن گیا۔ اللہ تعالی نے اپنا فضل و کرم امت مسلمہ پر کیا اور اسے اسلام سے نوازا۔ لڑائی جھگڑا کرنے سے برکت اور رحمت اٹھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ لڑائی جھگڑے کو ناپسند فرماتے ہیں اور اجر و ثواب بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو لڑائی اور فساد کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ مل جل کر رہنے سے سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ انسان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے جذبات، احساسات اور محسوسات رکھ دے ہیں وہ اکیلے زندگی ہر گز نہیں بسر کر سکتا۔ بعض اوقات معاشرے میں انسان آپس میں مل جل کر رہنے سے الجھاؤ اور تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے، شیطان فائدہ اٹھا کر لوگوں کے دلوں میں نفرتیں اور کدورتیں پیدا کر کے آپس میں جنگ کا ماحول پیدا کر دیتا ہے۔ لہذا مصلحت، حکمت عملی اور دانشمندی سے غلطیوں کو درگزر کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔" [16]

اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، وہ بدگمانی کے غیر ضروری صورتحال کو مزید خراب کر دیتا ہے۔ جس کی بدولت انسان چھوٹی غلطی کو برا سمجھ کر بدگمان ہو جاتا ہے۔ شریعت نے بدگمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور اخلاقی بیماری ہے اور یہ شیطان کا ہتھیار ہے۔ شیطان انسان کو وسوسوں میں ڈال کر پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لہذا مومن کو چاہیے کہ وہ دل میں ان چیزوں کو ہر گز جگہ نہ دے منفی سوچوں اور برائیوں کی طرف ہر گز دھیان نہ دے۔ بلکہ انہیں نظر انداز کر کے آگے بڑھ جائے۔ وسعت نظر اور وسعت ظرف سے کام لے نیکی اور بھلائی کے پہلوؤں پر نظر ثانی رکھے انسان بدگمانی سے بچ کر گناہ سے بچ جائے گا کیونکہ بدگمانی، غیبت، لڑائی جھگڑا اور قطعی رحمی انسان کو دوزخ کے کنارے پر لے جاتی ہے رنجشیں، منفی سوچیں اور خاندانی کرورتیں کو دلوں سے نکال دیں محبت اور الفت کی زندگی گزاری تاکہ دنیا اور آخرت میں فلاح و کامیاب حاصل ہو سکے۔

---

[16] ۔القرآن الحکیم، آل عمران:109

حاصل بحث

اسلام انسانی زندگی کے لیے مکمل ضابطہ حیات اور اخروی زندگی کے مقاصد کی وضاحت کرتا ہے۔چنگیزی قوانین یاساکا حقیقی زندگی سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام امن وسلامتی کا درس دیتا ہے۔انسانیت کا قتل عام اور خوف وہراس پھیلانے سے منع فرماتا ہے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ اوراخلاقی جرم ہے۔ جبکہ چنگیزی قوانین میں قتل انسانی عام بات سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر اپنا فضل وکرم فرمایاان کی دعائیں مستجاب ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے تاتاری قوم سے حجاز مقدس اور مدینہ منورہ کو محفوظ کروایا۔ ان میں سے برکہ خان نے مسلم سلطنتوں کو تباہ وبرباد ہونے سے بچالیااور ان کو اللہ تعالی نے اصلاح فرمائی اسلام کی دولت سے مالامال ہو کر بالآخر ایک ظالم قوم کو ہدایت اور ایمان کی طاقت نصیب ہوئی اور ظالم جابر تاتاری محافظ بن گئے۔

نتائج

- شرعی قوانین اور یاسا سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی قوانین معاشرتی اصولوں پر مبنی ہیں اور یاسا قوانین معاشرے میں اخلاقیات سے عاری تھے۔
- شری قوانین دنیامیں لازوال اور آخرت میں بھی باکمال ہیں۔ جبکہ یاساکے قوانین کا مقصد صرف لوٹ مار دوسروں کی املاک پر قبضہ اور قتل عام تھا۔
- اسلامی قوانین میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا حکم دیا گیاہے تاکہ معاشرے میں امن وامان نظم و ضبط رشتوں کا تقدس،احترام انسانیت،رحمدلی وشائستگی کے اوصاف پائے جاتے ہیں جبکہ یاساکا کوئی مذہب نہیں تھانہ ہی کوئی انسانیت کادرس دیاجاتا تھاقوانین سراسر جبر پر مبنی تھے۔
- یاسامیں مذہب کو اہمیت دی جاتی مگر وہ سیاست میں مذہب کو اثر انداز نہ ہونے دیتا تاجب معاشرہ سیاسی، معاشی اور تہذیبی طور پر پسماندگی ہوتا ہے تو وہاں اخلاقی قدریں گر جاتی ہیں تشدد، ظلم، دہشت گردی جیسے ماحول میں صرف انسانیت سکتی ہے۔
- تاریخ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جب مراعات یافتہ طبقہ اور محروم طبقوں میں فاصلے بڑھ جائیں تو وہاں تہذیب وتمدن شکستہ اور کمزور بن جاتی ہے۔

یاسا قوانین کا اسلام کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

- اسلامی تعلیمات ہمیں مساوی حقوق، مہمان نوازی رحم و کرم کا درس دیتا ہے جبکہ یاسا میں غریب طبقے کو لوٹ کر ان کا حق غضب کر کے کے امیر کو امیر تر بنایا جاتا۔
- اسلامی تعلیمات میں مسائل کا پہلے حل قرآن مجید حدیث مبارکہ سے حل کیا جاتا ہے قیاس، اجتہاد، اجماع، مصالح مرسلہ کے ذریعے ذاتی رائے دی جاتی ہے جبکہ قوانین پاسا میں ذاتی رائے کی ہر گز اجازت نہیں دی جاتی تھی حکم صادر ہونے پر بلا چون وچرا تسلیم کیا جاتا۔
- اسلام میں عورتوں کو عزت و تقدس فراہم کیا جاتا ہے جبکہ یاسا کے ماننے والے قبائل میں عورت کا احترام نہ کیا جاتا بلکہ ان کو آپس میں بانٹ لیتے یا ردوبدل کر لیتے تھے۔
- اسلامی قوانین فطرت کے مطابق ہیں اور یہ موجودہ دور اور آنے والے دور میں موثر ہیں جبکہ یاسا قوانین کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے نہ ہی ان میں قایدانہ صلاحیتیں موجود ہیں۔
- اسلامی تعلیمات چوری، لڑائی جھگڑا، عدل وانصاف کی کمی سے ممانیت کا حکم دیتا ہے جبکہ یاسر کے قوانین سراسر ناانصافی اور فساد کی جڑ پر مبنی تھے۔